THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقید

پروفیسر شرافت علی
[illegible] تحصیل [illegible] ضلع قصور
0321-6502955

کہنے کو چند گام تھا یہ عرصۂ حیات
لیکن تمام عمر ہی چلنا پڑا مجھے

ہر انسان بنیادی طور پر تحقیق و جستجو کی فطری صلاحیتیں رکھتا ہے وہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس میں مزید بہتری کے پہلو تلاش کرتا ہے۔ جس کی مدد سے وہ نئی جہات تلاش کرتا ہے اور تنقید کی کئی نئی جہتیں ہیں۔ نئی تنقید ان تمام جہتوں سے آشنا ہو کر محض چونکا دینے والی تحریر کے سہارے پروان نہیں چڑھی بلکہ زبان و بیان کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ادب کا حصہ بنی۔ الفاظ کے مناسب استعمال سے خیال کی ترسیل نے تنقید کی مختلف گتھیاں سلجھائی ہیں اور بہت سے ناقدین جنھوں نے مختلف موضوعات پر بحث کرتے ہوئے اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کیا ہے ہر فنکار نے اپنے انداز میں فن کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے مگر ناقدین ان تمام فنکاروں کے فن کی انفرادیت کا احترام کرتے ہوئے اپنی تنقیدی بصیرت سے جانچنے کی کوشش کی ہے۔

جس طرح ہر فنکار اپنے مخصوص اندازِ فکر اور طرزِ احساس کی بنا پر پہچانا جاتا ہے اسی طرح نقاد بھی مختلف مکتبہ فکر کا تجزیہ یا مشاہدہ اپنی فنی بصیرت سے کرتے ہیں تنقید کا میدان مختلف رجحانات اور دبستان میں تقسیم ہو چکا ہے اور ہر نقاد اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی تنقید کے میدان میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔ ان کے تنقیدی نظریات کی وسعت میں نہ صرف دیگر زبان و ادب کے علوم سے متاثر ہو کر ان کی روایت کا مطالعہ شامل ہے بلکہ اس مطالعہ کے باوجود ان کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے تمام علوم کو پس منظر بنا کر اردو ادب میں تنقیدِ نو کی ہے۔ کیونکہ کسی ملک کی زبان کی تنقید سے براہ راست فیض یاب ہونے کے بجائے مختلف علوم کو اساس بنایا ان کے ہاں تنقید کا جو نظام ملتا ہے وہ ان کا دیگر تنقیدی ادب کا عمیق مطالعہ ہے جس سے انھوں نے نئے نتائج مرتب کر کے اپنا نیا تنقیدی نظام وضع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر آغا کی تنقید کو اپنا خاص نظریہ اور طرزِ نقد کی داعی قرار دیا جاتا ہے۔

تاریخ، فلسفہ، نفسیات، معاشیات، حیاتیات، ساختیات، اور پس ساختیات کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ان کے تنقیدی نظریات میں اس ماحول کا بہت عمل دخل ہے۔ جہاں انھوں نے اپنی زندگی کے کئی شب و روز گزارے تھے۔ ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی اپنے عروج پر تھی۔ اسی لیے وہ اپنی زمین اور فضا سے استعارے اور علامتیں مستعار لے کر تنقید کو عام قاری کے لیے تمدنی اور ثقافتی حوالے سے وسیع النظر اور اصولی بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر آغا نے ثقافت کو زمین کی پیداوار قرار دیا تھا۔ وزیر آغا پر تنقید کرنے والوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس طرح ایک تخلیق نگار اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہو کر اپنا الگ نقطۂ نظر پیش کرتا ہے جس سے اس کا اسلوب یہاں بھی دوسروں سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح ہر نقاد بھی چیزوں کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تخلیق کو پہلے اپنے اندر جذب کر کے نئی دریافت کرتا ہے تو اسے تنقیدی ادب میں اپنا مقام متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی یہی کیا اور اپنی تنقید کو تخلیقی تنقید نگار کی حیثیت سے پیش کیا۔ یوں تو ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں ہیں مثلاً وہ شاعر، انشائیہ نگار اور تخلیق کار بھی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ تنقیدی سرمایہ ان کی ایک الگ پہچان ہے جو انھیں ناقدین کی صف میں ممتاز کرتا ہے۔ ان کے تنقیدی سرمائے پر نظر ڈالیں تو ہمیں مختلف موضوعات کے حوالے سے بہت سی کتابیں ملتی ہیں جو ان کے تنقیدی نظریات کو بڑی عمدگی سے واضح کرتی نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلی کتاب جو تنقیدی حوالے سے ملتی ہے وہ کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جسے ۱۹۵۹ء میں اکادمی پنجاب لاہور نے "اردو ادب میں طنز و مزاح" کے عنوان سے شائع کیا۔ "نظم جدید کی کروٹیں" ۱۹۶۳ء میں اکادمی پنجاب لاہور، ۱۹۶۵ء میں "اردو شاعری کا مزاج" جدید ناشرین لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کو سب سے زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی ادارے سے ۱۹۶۷ء میں "تنقید اور احتساب" شائع ہوئی۔ مکتبہ اردو زبان سرگودھا سے ۱۹۷۲ء میں "نئے مقالات"، ۱۹۷۷ء میں تصوراتِ عشق و خرد اقبال کی نظر میں" اقبال اکیڈمی لاہور، اور ۱۹۷۹ء میں "نئے تناظر" اردو رائٹرس گلڈ الہ آباد ، ۱۹۸۱ء میں "تنقید اور مجلسی تنقید" آئینہ ادب لاہور، ۱۹۸۶ء میں دائرے اور لکیریں" مکتبہ فکر و خیال لاہور، ۱۹۸۹ء میں "تنقید اور جدید اردو تنقید" انجمن ترقی اردو کراچی، ۱۹۹۰ء میں "انشائیہ کے خدوخال" مکتبہ فکر و خیال لاہور، ۱۹۹۰ء مجید امجد کی داستان محبت "آواز جرس پبلشرز لاہور، ۱۹۹۱ء میں "ساختیات اور سائنس" مکتبہ فکر و خیال لاہور، ۱۹۹۳ء میں "دستک اس دروازے پر" مکتبہ فکر و خیال لاہور، ۱۹۹۷ء میں "غالب کا ذوقِ تماشا" اقبال اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۸ء میں "معنی اور تناظر" مکتبہ اردو زبان سرگودھا، ۲۰۰۷ء میں "امتزاجی تنقید کا سائنسی اور فکری تناظر" اردو سائنس بورڈ لاہور سے شائع ہوئی۔

ڈاکٹر وزیر آغا کا یہ تنقیدی سرمایہ، تنقید کے میدان میں نمایاں اور ناقابل فراموش ہے۔ انھوں نے تنقید میں اپنا منفرد مقام بنایا کیونکہ وہ کسی خاص نظریے کے حامی نہیں تھے بلکہ تنقید کو انھوں نے ایک نئے دھارے کی جانب گامزن کیا۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے تنقید کی جو تھیوری پیش کی اس کے پیچھے بھی وہی تمام علوم کارفرما تھے۔ جن کا عمیق مطالعہ وزیر آغا کے لیے مختلف شعبوں کے علوم کی تحقیقات کے بعد اپنے انداز میں نتائج مرتب کرنے کا سبب بنا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنا تنقیدی نظام وضع کرنے میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ ان کے سامنے تنقیدی نظریات کی بہت سی مثالیں موجود تھیں مگر انھوں نے اپنی انفرادیت کو ہمیشہ برقرار رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر تحریر ان کے وسعتِ مطالعہ اور منفرد سوچ کی حامل تھی۔ ان کے تنقید نظریات سے جنم لینے والے سوالات اور ان پر ہونے والے اعتراضات مستقبل کے ناقدین کو آگے بڑھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان کی تنقید سادہ اور سہل انداز کی وجہ سے قاری کی مشکل آسان بناتی ہے اور اس پر معلومات کے نئے در وا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر بے شمار مقالات تحریر ہو چکے ہیں اور مزید تحقیق سے انہیں نئے زاویوں سے دریافت کیا جاتا رہے گا۔ یہ مختصر تحریر ان کی تنقیدی بصیرت کا کسی بھی طرح مکمل احاطہ نہیں کر سکتی۔ یہ چند الفاظ تو صرف ان سے عقیدت کا مختصر اظہار ہے۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

❖ ○○○ ❖

ڈاکٹر وزیر آغا کی ویب سائٹ کا وزٹ کریں
ان کے بارے معلومات، تصاویر، اور مختلف کتابیں
دستیاب ہیں۔
www.Dr.wazeerAgha.com